سیّد امتیاز علی تاج

(۱۹۰۰ء...........۱۹۷۰ء)

سیّد امتیاز علی تاج لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد، مولوی ممتاز علی کو شمس العلما کا خطاب ملا۔ امتیاز علی تاج نے سنٹرل ماڈل سکول لاہور اور گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ اپنے زمانۂ طالب علمی میں منفرد انگریزی ڈراموں کے تراجم کر کے سٹیج پر پیش کیے۔ ۱۹۳۲ء میں مشہورِ زمانہ ڈراما ''انارکلی'' لکھا۔ ان کے مزاحیہ سکیچ ''چچا چھکن'' کے نام سے شائع ہوئے اور بہت مقبول ہوئے۔ رسالہ ''تہذیبِ نسواں'' اور ''پھول'' کے مدیر رہے۔ ریڈیو پروگرام ''پاکستان ہمارا ہے'' شروع کیا اور ریڈیو کے لیے درجنوں ڈرامے اور فیچر لکھے۔ بہت سی فلمی کہانیاں بھی ان کی تحریر کردہ ہیں۔ وہ مجلسِ ترقیِ ادب لاہور کے سیکرٹری بھی رہے۔ اپریل ۱۹۷۰ء میں ان کو نامعلوم شخص نے قتل کر دیا۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں تمام لسانی خوبیاں موجود ہیں۔ ان کی تحریر سادہ اور بے تکلّف ہے۔ وہ الفاظ کا استعمال بڑے سلیقے سے کرتے ہیں اور معمولی الفاظ کو بھی اتنی خوش اسلوبی سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ قاری کے ذہن پر گہرا اثر مرتّب کرتے ہیں۔ اُن کے ڈراموں کی زبان سلیس اور رواں ہے۔

امتیاز علی تاج کرداروں کی تخلیق میں بڑی فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ اپنے کرداروں کو نفسیاتی تجزیے کے ساتھ آگے بڑھاتے ہیں۔ وہ محض کٹھ پتلی نہیں ہوتے بلکہ جاندار، زندہ اور متحرک ہوتے ہیں۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں چُستی، برجستگی اور بے ساختگی ملتی ہے۔ کسی ڈرامے کی کامیابی کا دارو مدار اس کے مکالموں پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مکالمہ نگاری کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ ان کے ہاں جذبات نگاری کی ایسی حسین مثالیں ملتی ہیں جو اردو کے ڈرامائی ادب میں بہت کم دستیاب ہیں۔

ان کا ایک معروف ڈراما ''آرام و سکون'' اس کی واضح مثال ہے کہ اُن کے مزاح میں کہیں کوئی تکلف نظر نہیں آتا۔ بس اُنھوں نے معمول کے واقعات اور کرداروں کے سیدھے سادے مکالموں سے مزاح پیدا کیا ہے۔

سیّد امتیاز علی تاجؔ

آرام و سکون

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو سنجیدہ تحریر اور مزاحیہ تحریر کے فرق سے روشناس کرانا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ مزاحیہ تحریر صرف ہنسنے ہنسانے کی چیز نہیں بلکہ اس کے بین السطور پوشیدہ پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔
۳۔ طلبہ کو انسانی معاشرے کے مختلف کرداروں کے بول چال سے روشناس کرانا۔
۴۔ طلبہ کو مکالمہ نگاری کے فن سے متعارف کرانا۔
۵۔ اس مزاحیہ تحریر کے توسط سے بیمار کی تیمارداری کے طریقے اور سلیقے سے آگاہ کرنا۔

ڈاکٹر: جی نہیں بیگم صاحبہ! تردّد کی کوئی بات نہیں، میں نے بہت اچھی طرح معائنہ کرلیا ہے۔ صرف تکان کی وجہ سے حرارت ہوگئی ہے۔ ان دنوں آپ کے شوہر غالباً کام بہت زیادہ کرتے ہیں۔

بیوی: ڈاکٹر صاحب! ان دنوں کیا، ان کا ہمیشہ سے یہی حال ہے۔ صبح دس بجے دفتر جا کر شام سات بجے سے پہلے کبھی واپس نہیں آتے۔

ڈاکٹر: جبھی تو! میرے خیال میں انھیں دوا سے زیادہ آرام و سکون کی ضرورت ہے۔ کاروبار کی پریشانیاں اور اُلجھنیں بُھلا کر ایک بھی روز آرام و سکون سے گزرا تو طبیعت اِن شاءاللہ بحال ہو جائے گی۔

بیوی: بیسیوں مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ اتنا کام نہ کیا کرو۔ نصیبِ دشمناں صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے مگر خاک اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ یہی کہہ دیتے ہیں کہ کیا کیا جائے، ان دنوں کام بے طرح زوروں پر ہے۔

ڈاکٹر: ہر روز تھوڑا تھوڑا وقت آرام و سکون کے لیے نہ نکالا جائے تو پھر بیمار پڑ کر بہت زیادہ وقت نکالنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

بیوی: یہ بات آپ نے انھیں بھی سمجھائی؟ میں نے کہا سُن رہے ہو۔ ڈاکٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

میاں: ہوں!

ڈاکٹر: جی ہاں! میں نے سمجھا کر اچھی طرح تاکید کر دی ہے کہ دن بھر خاموش لیٹے رہیں۔

بیوی: تو تاکید کیا میں نہیں کرتی؟ مگر ان پر کسی کے کہنے کا کچھ اثر بھی ہو!

ڈاکٹر: جی نہیں! ابھی انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پورے طور سے میری ہدایات پر عمل کریں گے۔

بیوی: اور دوا کس کس وقت دینی ہے؟

ڈاکٹر: جی نہیں! دوا کی مطلق ضرورت نہیں۔ بس آپ صرف ان کے آرام وسکون کا خیال رکھیے۔ غذا جو کچھ دینی ہے، میں لکھ چکا ہوں۔

بیوی: بڑی مہربانی آپ کی۔

ڈاکٹر: تو پھر اجازت۔

بیوی: فیس میں آپ کو بھجوا دوں گی۔

ڈاکٹر: اس کی کوئی بات نہیں۔ آ جائے گی۔

بیوی: (اونچی آواز سے پکار کر) ارے للّو! میں نے کہا ڈاکٹر صاحب کا بیگ باہر کار میں پہنچا دیجیو۔

ڈاکٹر: ایک بات عرض کر دوں بیگم صاحب! مریض کے کمرے میں شور غل نہیں ہونا چاہیے۔ اعصاب پر اس کا بہت مضر اثر پڑتا ہے۔ خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی تقویّت بخشتی ہے۔

بیوی: مجھے کیا معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب؟ آپ اطمینان رکھیں ان کے کمرے میں پرندہ پر نہ مارے گا۔ (ملازم آتا ہے)

للّو: حضور!

ڈاکٹر: اٹھا لو یہ بیگ۔ تو آداب!

بیوی: آداب! (ڈاکٹر اور ملازم جاتے ہیں۔ قریب آ کر) میں نے کہا سو گئے کیا؟

میاں: ہوں! یونہی چُپکا پڑا ہوا تھا۔

بیوی: بس بس۔ بس بس چپکے ہی پڑے رہیے۔ ڈاکٹر صاحب بہت سخت تاکید کر گئے ہیں کہ نہ آپ بات کریں نہ کوئی آپ کے کمرے میں بات کرے۔ اس سے بھی تکان ہوتی ہے۔ تمام وقت پورے آرام وسکون سے گزاریں۔ سمجھ گئے نا؟

میاں: ہوں (کراہتا ہے)

بیوی: کیوں بدن ٹوٹ رہا ہے کیا؟

میاں: ہوں!

بیوی: کہو تو دبا دوں؟

میاں: ہوں!

بیوی: سونے کو جی چاہ رہا ہو تو چلی جاؤں؟

میاں: اچھی بات۔ (کراہتا ہے)

بیوی: اگر پیچھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو؟ اچھا بُلانے کی گھنٹی پاس رکھے جاتی ہوں۔ گھنٹی کہاں گئی؟ رات میں نے آپ یہاں میز پر رکھی تھی۔ اللہ جانے یہ کون اللہ مارا میری چیزوں کو الٹ پلٹ کرتا ہے؟ (کُنڈی کی آواز) کون ہے یہ نامراد؟ ارے للّو! دیکھو، یہ کون کواڑ توڑے جا رہا ہے؟ للّو (دور سے) سقّا ہے بیوی جی!

بیوی: سقّا؟ گھر میں بہرے بستے ہیں جو کم بخت اس زور سے کنڈی کھٹکھٹاتا ہے؟ اللہ ماروں کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا کہ گھر

میں کوئی بیمار پڑا ہے۔ ڈاکٹر نے تاکید کر رکھی ہے کہ شور غل نہ ہونے پائے اور اس سے کہو یہی وقت ہے، پانی لانے کا۔ اچھی خاصی دوپہر ہونے کو آ گئی ہے۔ کل سے اتنی دیر میں آیا تو نوکری سے الگ کر دوں گی۔ میں نامُراد کو بیسیوں مرتبہ کہلا چکی ہوں کہ صبح سویرے ہو جایا کرے۔ کان پر جُوں نہیں رینگتی۔

میاں: ارے بھئی اب بخشو اسے۔

بیوی: بخشوں کیسے؟ ذرا طرح دو تو یہ لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔

میاں: ہوں۔ (کراہتا ہے)

بیوی: کیوں، زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے؟

میاں: ہوں۔

بیوی: للّو سے کہوں آ کر دبا دے؟

میاں: اوں ہوں؟

بیوی: یہ دیکھو۔ یہاں انگیٹھی پر رکھی ہے۔ آپ بتایئے آپ سے آپ آ گئی یہاں؟ پاؤں تھے اس کے؟ یہ سب حرکتیں اس للّو کی ہیں۔ کم بخت نے قسم کھا رکھی ہے کہ کبھی کوئی چیز ٹھکانے پر نہ رہنے دے گا۔ اللہ جانے یہ نامُراد میری چیزوں کو ہاتھ لگاتا کیوں ہے؟ للّو! ارے للّو!

میاں: ارے بھئی کیوں ناحق غل مچا رہی ہو۔ گھنٹی رات میں نے خود میز پر سے اٹھا کر انگیٹھی پر رکھ دی تھی۔ ہوں! (کراہتا ہے)

بیوی: تم نے؟ اے ہے وہ کیوں؟

میاں: نھا بار بار بجائے جا رہا تھا۔ میرا دم اُلجھنے لگا تھا۔ (کراہتا ہے)

للّو: (آ کر) مجھے بُلایا ہے بیوی جی؟

بیوی: کم بخت اتنی دیر سے آوازیں دے رہی ہوں، کہاں مر گیا تھا؟

للّو: گودام سے ریٹھے ڈھونڈ رہا تھا۔

بیوی: صبح سویرے کہا تھا، کم بخت تجھے اب تک ریٹھے مل نہیں چکے؟

للّو: جی مہلت بھی ملے۔ اِدھر گودام میں جاتا ہوں، اُدھر کوئی بُلا لیتا ہے۔

بیوی: ہاں بڑا کام رہتا ہے نا! بچارے کو سر کھجانے کو فرصت نہیں ملتی۔ بھاگ یہاں سے......، نکل، جا کر ریٹھے ڈھونڈ (للّو جاتا ہے) تو یہ گھنٹی یہاں تمھارے سرہانے رکھ جاتی ہوں۔

میاں: (کراہ کر) کواڑ بند کرتی جانا۔

بیوی: پیچھے اکیلے میں جی تو نہ گھبرائے گا تمھارا؟

میاں: (تنگ آ کر) نہیں بابا نہیں۔

بیوی: ارے ہاں۔ یہ تو میں نے دیکھا ہی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کھانے کے لیے کیا کیا چیزیں لکھ گئے ہیں۔ کہاں گیا ان کا لکھا ہوا کاغذ؟ اے لو یہ نیچے پڑا ہوا ہے۔ ابھی کہیں کوڑے میں چلا جاتا تو۔ ہوں۔ مالٹڈ ملک (Malted Milk)، نارنگی کا رس، ساگودانے کی کھیر، کیا تیار کرا دوں اس وقت کے لیے؟

میاں: جو جی چاہے۔

بیوی: اس میں میرے جی چاہنے کا کیا سوال؟ کھانا آپ کو ہے یا مجھے؟

میاں: ساگودانہ بنا دینا تھوڑا سا۔

بیوی: بس! اس سے کیا بنے گا؟ یخنی پی لیتے تھوڑی سی۔ چوزے کی یخنی بنوائے دیتی ہوں۔ مقوّی چیز ہے۔

میاں: بنوا دو۔

بیوی: (دو قدم چلتی ہے) مگر میں نے کہا۔ دیر لگ جائے گی یخنی کی تیاری میں، چوزہ بازار سے منگوانا ہوگا۔ اس للّو کو تو جانتے ہو۔ بازار جاتا ہے تو وہیں کا ہو رہتا ہے۔

میاں: اوں ہوں۔

بیوی: تو پھر یوں کرتی ہوں۔ (صحن میں بچہ پٹ پٹ گاڑی چلانے لگتا ہے)

میاں: ارے بھئی، اب یہ کیا کھٹ پٹ شروع ہوگئی۔

بیوی: ننھا ہے آپ کا۔ عید کے روز میلے میں سے یہ کھلونا گاڑی لے آیا تھا۔ نہ اس کم بخت کا دل اس سے بھرتا ہے نہ وہ کم بخت ٹوٹتی ہے۔ ارے میں نے کہا ننھے، نہیں مانے گا نامُراد؟ چھوڑ اس اپنی پٹ پٹ کو۔ جب دیکھو لیے لیے پھر رہا ہے۔ صاحبزادے کا دل کسی طرح پُر ہونے ہی میں نہیں آتا۔ چولھے میں جھونک دوں گی اس کم بخت کو، اتنا خیال بھی نہیں آتا ابّا بیمار پڑے ہیں۔ شور غُل سے ان کی طبیعت گھبراتی ہے۔

میاں: ہوں۔ (کراہتا ہے)

بیوی: کم نہیں ہوا درد؟

میاں: اوں ہوں۔

بیوی: تو میں کیا کہہ رہی تھی؟ کھانے کا پوچھ رہی تھی۔

(پھر ننھے کی پٹ پٹ کی آواز) پھر وہی۔ نہیں مانے گا نامُراد، ٹھہر تو جا (غصّے میں جاتی ہے۔ میاں کراہتا ہے۔ دُور سے بیوی کی آواز آ رہی ہے)

چھوڑ اپنی یہ پٹ پٹ۔ (بچہ رونے لگتا ہے) چُپ نامراد، اتنا خیال نہیں ابّا بیمار پڑے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے شور غل نہ ہو، انھیں تکلیف ہوگی۔ چُپ! خبردار جو آواز نکالی۔ گلا گھونٹ ڈالوں گی۔ (بچہ رونا بند کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے) کم بخت کا جو کھیل ہے، ایسا ہی بے ڈھنگا ہے۔ چل ادھر۔ نہیں چپ ہوگا تو؟ (کھینچتی ہوئی لے جاتی ہے۔ میاں اس ہنگامے سے زِچ ہو کر کراہے جا رہا ہے۔ بیوی کی آواز غائب ہوتے ہی کمرے میں جھاڑو پھرنے کی آواز آنے لگتی ہے۔)

میاں: (چونک کر) ہوں؟ ارے بھئی یہ گرد کہاں سے آنے لگی؟ لاحول ولاقوۃ۔ ارے کیا ہو رہا ہے؟

ملازم: جھاڑو دے رہا ہوں میاں۔

میاں: کم بخت دفع ہو یہاں سے۔

ملازم: بی بی جی......

میاں: بی بی جی کا بچہ نکل یہاں سے۔ کہہ دے ان سے (ملازم جاتا ہے) کواڑ بند کر کے جا۔ (میاں کراہ کر چپ ہو جاتا ہے، ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے اور بجتی رہتی ہے) ارے بھئی کہاں گئیں؟ ارے کوئی ٹیلی فون سننے تو آ ؤ۔ لاحول ولاقوۃ۔ (خود اٹھتا ہے) ہیلو، میں اشفاق بول رہا ہوں۔ بیگم اشفاق کسی کام میں مصروف ہیں۔ اس وقت کمرے میں نہیں ہیں جی۔ یہاں کوئی ایسا نہیں جو انھیں بُلا لائے۔ میں علیل ہوں۔ کیا فرمایا آپ نے؟ آواز دینے کے لیے ضروری نہیں کہ گلا بھی خراب ہو۔ آپ پھر کسی وقت فون کر لیجیے گا۔ میں نے عرض کیا نا، چونکہ میں بیمار ہوں، کمرے سے باہر نہیں جا سکتا۔ (زور سے فون بند کرتا ہے) بدتہذیب۔ گستاخ کہیں کی۔ ہوں۔

بیوی: مجھے بلایا تھا؟ ہے ہے تم اٹھے کیوں۔

میاں: اتنی آوازیں دیں کوئی سنے بھی۔

بیوی: توبہ توبہ، لیٹو لیٹو، میں ذرا گودام میں چلی گئی تھی۔ للّو کو ریٹھے نکال کر دے رہی تھی۔ بلایا کیوں تھا؟ (ہمسائے کے ہاں گانا شروع ہوتا ہے۔)

میاں: فون تھا تمھارا۔

بیوی: کس نے کیا تھا؟

میاں: ہوگا کوئی۔ اب مجھے کیا پتا؟

بیوی: جب اٹھ ہی کھڑے ہوئے تھے تو نام پوچھ لینا کوئی گناہ تھا؟

میاں: میں نے کہہ دیا تھا پھر کر لیں فون۔

بیوی: مفت کی الجھن میں ڈال دیا۔ اللہ جانے کون تھی اور کیا چاہتی تھی؟

میاں: ارے بھئی کوئی ایسا ضروری کام نہیں تھا ورنہ مجھے پیغام نہ دے دیتیں۔ تم خدا کے لیے ان ہمسائے کے صاحب زادے کا ہارمونیم اور گانا بند کراؤ۔ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔

بیوی: اب اسے کیوں کر روک دوں میں؟

میاں: بابا ایک دفعہ لکھ کر بھیج دو۔ میں بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے میرے لیے آرام وسکون کی ضرورت ہے۔ ایک روز ان صاحب زادے نے نغمہ سرائی نہ فرمائی تو دنیا کسی بہت بڑی نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی۔

بیوی: کہے تو دیتی ہوں مگر کہیں چڑ نہ جائیں۔

میاں: مناسب الفاظ میں لکھونا۔ ہوں (کراہتا ہے)

(بے سُرے گانے کا شور جاری ہے۔ میاں کراہ رہا ہے۔ یک لخت بچے کے رونے کی آواز)

بیوی: ارے کیا ہو گیا ننھے؟

بچہ: (زور سے) گر پڑا، خون نکل آیا۔

بیوی: (زور سے) خط لکھ رہی ہوں۔ ابھی آئی، چپ ہو جا۔

میاں: (کراہتے ہوئے) یک نہ شُد دو شُد۔

بیوی: توبہ آپ تو بوکھلا دیتے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں، خط لکھ رہی ہوں۔ بچے کو چُپ کیوں کر کرا سکتی ہوں؟ نامراد چُپ ہو جا۔ خون نکل آیا تو کیا قیامت آ گئی؟ ابھی آ رہی ہوں دو سطریں لکھ لوں۔

میاں: ختم نہیں ہوا خط؟ جانے کیا دفتر لکھنے بیٹھ گئی ہو۔

بیوی: ابھی ہوا جاتا ہے ختم۔

(اس غُل میں ایک فقیر کی آواز بھی شامل ہو جاتی ہے۔)

فقیر: بال بچے کی خیر۔ راہِ مولا کچھ مل جائے فقیر کو۔

میاں: (کراہ کر) بس ان ہی کی کسر رہ گئی تھی۔ ہوں۔

بیوی: تو اب میں تو اسے بلا کر لے نہیں آئی۔

میاں: ارے تو خدا کے لیے اسے رخصت تو کر آؤ۔

بیوی: اوللّو! ارے اوللّو!

(للّو ہاون دستے میں ریٹھے کوٹنے شروع کر دیتا ہے۔ بے سُرے گانے میں بچے کے رونے، فقیر کی صدا اور ہاون دستے کی دھمک شامل ہو جاتی ہے۔)

میاں: ہائے! توبہ، توبہ، ہائے!

بیوی: ارے نامراد ریٹھے پھر کُوٹ لینا۔ پہلے اس فقیر کو رخصت تو کر دے (للّو ریٹھے کوٹنے میں بیوی کی آواز نہیں سنتا)

میاں: (جلدی جلدی کراہتا ہوا گھبرا کر اٹھ بیٹھتا ہے۔) میری ٹوپی اور شیروانی دینا۔

بیوی: ٹوپی اور شیروانی!!

میاں: ہاں میں دفتر جا رہا ہوں۔ ابھی دفتر جا رہا ہوں۔

بیوی: ہے ہے وہ کیوں؟

میاں: آرام و سکون کے لیے۔

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) روزانہ آرام وسکون نہ کیا جائے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟
(ب) بیماری کے باوجود میاں دفتر جانے کے لیے کیوں تیار ہو جاتا ہے؟
(ج) اس ڈرامے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
(د) بہت زیادہ شورغل بھی ماحولیاتی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔شور کی آلودگی سے صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟
(ہ) صحت مند رہنے کے لیے کیا باتیں ضروری ہیں؟
(و) ہمسائے کی کون سی حرکت سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا؟

۲۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

وقت،ضرورت، ہدایات،غذا،طبیعت، ہمسائے

۳۔ مندرجہ ذیل کے مذکر اور مؤنث لکھیں۔

بیگم، بیوی، فقیر، ملازم، بچہ

۴۔ مندرجہ ذیل جملوں کو درست کر کے لکھیں۔

(الف) میرے ابّو دفتر سے واپس لوٹ آئے ہیں۔
(ب) ڈاکٹر نے مریض کو دوائی دی۔
(ج) میرے پیٹ میں درد ہو رہی ہے۔
(د) یہ میز پرانا ہو چکا ہے۔
(ہ) نوکر نے کمرے میں جھاڑو دیا۔

۵۔ غلط اور درست بیانات کی (✓) سے نشاندہی کریں۔

(الف) انسان کو بہت زیادہ فکرمند نہیں رہنا چاہیے۔	درست	غلط
(ب) شورغل کا مریض پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔	درست	غلط
(ج) تھوڑا سا وقت آرام کے لیے ضرور نکالنا چاہیے۔	درست	غلط
(د) ہمیں ماحول کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔	درست	غلط
(ہ) صرف تکان کی وجہ سے حرارت نہیں ہو سکتی۔	درست	غلط
(و) دوا سے زیادہ آرام وسکون ضروری ہے۔	درست	غلط
(ز) بغیر آرام کیے محنت کرتے چلے جانے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔	درست	غلط
(ح) غذا کے معاملے میں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔	درست	غلط

(ط) گردوغبار سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ درست غلط

(ی) انسان کے لیے آرام وسکون بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کام۔ درست غلط

۶۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

تردد، معائنہ، مطلق، شورغل، تقویت، مقوی

۷۔ درست جواب کے آگے (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) سبق ''آرام وسکون'' کے مصنف کون ہیں؟

(i) پریم چند (ii) سیّد امتیاز علی تاج

(iii) مولوی نذیر احمد (iv) میرزا ادیب

(ب) ڈاکٹر کے مطابق میاں کو کیا بیماری تھی؟

(i) شوگر (ii) دل کی بیماری

(iii) تکان اور حرارت (iv) سر درد

(ج) میاں کتنے بجے دفتر جایا کرتے تھے؟

(i) صبح آٹھ بجے (ii) شام سات بجے

(iii) صبح دس بجے (iv) صبح نو بجے

(د) ڈاکٹر نے میاں کو کس بات کی تاکید کی تھی؟

(i) وقت پر دوا کھانے کی (ii) انجکشن لگوانے کی

(iii) خاموش لیٹے رہنے کی (iv) سیر کرنے کی

(ہ) سبق ''آرام وسکون'' میں گھریلو ملازم کا نام کیا تھا؟

(i) کلّو (ii) للّو

(iii) بلّو (iv) ٹلّو

(و) گھنٹی کس نے میز سے اُٹھا کر انگیٹھی پر رکھی تھی؟

(i) بیوی نے (ii) میاں نے

(iii) للّو نے (iv) ننھے نے

(ز) میاں صاحب کا نام کیا تھا؟

(i) اشتیاق (ii) مشتاق

(iii) اشفاق (iv) اسحاق

(ط) ملازم کیا چیز کوٹ رہا تھا؟

(i) نمک (ii) مرچیں

(iii) ریٹھے (iv) گرم مسالا

۸۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) تردّد کی کوئی بات نہیں، میں نے بہت اچھی طرح .... کرلیا ہے۔

(ب) میرے خیال میں انھیں .... سے زیادہ .... کی ضرورت ہے۔

(ج) اتنا کام نہ کیا کرو .... صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

(د) جی نہیں! دوا کی .... ضرورت نہیں۔

(ہ) مریض کے کمرے میں .... نہیں ہونا چاہیے۔

(و) خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی .... بخشتی ہے۔

(ز) اللہ جانے یہ کون .... میری چیزوں کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے۔

(ح) .... کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔

(ط) میں .... کو .... مرتبہ کہلا چکی ہوں کہ صبح سویرے ہو جایا کرے۔

(ی) .... نے قسم کھا رکھی ہی کہ کبھی کوئی چیز .... پر نہ رہنے دے گا۔

(س) .... کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔

(ص) صاحب زادے نے .... نہ فرمائی تو دنیا کسی بہت بڑی نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی۔

سرگرمیاں:

۱۔ طلبہ سے کہیں کہ وہ سیّد امتیاز علی تاج کا کوئی اور مزاحیہ ڈراما تلاش کر کے پڑھیں۔

۲۔ ڈاکٹر اور مریض کے درمیان مکالمہ تحریر کریں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب، معاشرے کے ناہموار پہلوؤں کو دلچسپ اور شگفتہ انداز میں موضوع بناتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاح نگار کا مقصد، تفنّنِ طبع کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال بھی ہوتا ہے۔

۳۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ مریض کی عیادت کے اسلامی طریقے کو وضاحت سے بیان کریں۔

۴۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ''آرام و سکون'' کی تدریس سے پہلے طلبہ کو مختصر اور مزاحیہ ڈرامے سے متعارف کرائیں۔

۵۔ امتیاز علی تاج کا تعارف پیش کرتے ہوئے ان کے دیگر مزاحیہ ڈراموں مثلاً ''بیگم کی بلی'' کا ذکر کیا جائے۔